عہد بنوامیہ کے تعلیمی ڈھانچے میں غیر مسلموں کے فعال کردار کا تحقیقی جائزہ

Involvement of Non-Muslims in the Educational Infrastructure of The Era of the Umayyads; An Analytical Study

1. Najeeba kanwal	2. Prof.Dr Abdul Qudoos sohaib
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Study, BZU, Multan	Director Islamic Research Centre, BZU, Multan
Email: najeebakanwal@gmail.com	Email: aqsuhaib@gmail.com

To cite this article

Najeeba kanwal, Prof.Dr Abdul Qudoos sohaib,July – Dec (2023) Urdu

عہد بنوامیہ کے تعلیمی ڈھانچے میں غیر مسلموں کے فعال کردار کا تحقیقی جائزہ

Al-Bahis Journal of Islamic Sciences Research, 1(2), 209-226. Retrieved from https://brjisr.com/index.php/brjisr/article/view/14

Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)

OPEN ACCESS

عہد بنوامیہ کے تعلیمی ڈھانچے میں غیر مسلموں کے فعال کردار کا تحقیقی جائزہ

Involvement of Non-Muslims in the Educational Infrastructure of The Era of the Umayyads; An Analytical Study

ABSTRACT

This study presents an analytical exploration of the participation of non-Muslims in the educational infrastructure during the Era of the Umayyads, a pivotal period in Islamic history marked by considerable cultural and intellectual exchanges. The Umayyad dynasty (661-750 CE) and (756-1031 CE) oversaw an expansive empire where diverse populations, including Christians, Jews, Zoroastrians, and others, contributed to the societal fabric. This paper examines how non-Muslim communities influenced and were integrated into the educational systems of the time, thereby facilitating a unique confluence of intellectual traditions. Utilizing primary historical sources and secondary academic commentaries, this research identifies the roles that non-Muslim scholars and educators played in the establishment and operation of educational institutions such as schools, libraries, and academies. The study focuses on key regions like Damascus, Baghdad, and Córdoba, where multicultural interactions were particularly vibrant. By analyzing the curriculum, pedagogy, and administrative frameworks of these institutions, the paper highlights how non-Muslim contributions helped shape educational policies and practices. Furthermore, this analysis delves into the social and political implications of such inclusivity, assessing how it affected the broader dynamics of power and integration within the Umayyad empire. The study argues that the involvement of non-Muslims not only enriched the educational landscape but also fostered a climate of relative intellectual freedom and cultural pluralism. Overall, this paper contributes to a deeper understanding of the complexities and nuances of intercultural exchange in medieval Islamic empires. It underscores the significant yet often underappreciated role of non-Muslims in shaping the educational and cultural contours of the Umayyad period, offering insights that resonate with contemporary discussions on diversity and inclusion in educational settings.

Keywords: Muslim state, education system, prisoners, educational system, role of Non-Muslims

تمہید

انسانیت نے اپنے سفر کا آغاز علم کی روشنی سے کیا، تخلیق آدمؑ کے ساتھ ہی اسے علم کی نعمت سے نوازا گیا اور اسی علم کے سبب اسے زمین پر اپنا خلیفہ مقرر کیا گیا۔ علم کے بل بوتے پر ہی اسے فرشتوں پر فضیلت دی گئی اور اشرف المخلوقات قرار دیا گیا۔ علم کا یہ تصور صرف فرد تک محدود نہیں، بلکہ اجتماعیت کے مختلف شعبہ جات، بالخصوص تعلیمی ڈھانچے میں بھی اس کی گہرائی محسوس کی جاسکتی ہے۔ مسلم ریاست کے تعلیمی نظام میں، علم کی اس اہمیت کو ہمیشہ مرکزی اہمیت دی گئی ہے، جہاں نہ صرف مسلمان بلکہ غیر مسلم بھی اس علمی سفر میں شریک ہوئے۔

اسلام وہ دین ہے جس کی ابتداء ہی " اِقْرَأْ " سے کی گئی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ[1] "پڑھو (اے نبیؐ) اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا۔"

علمی سعید منصور فرماتے ہیں: "سورۃ العلق میں قلم کو ذریعہ علم کہا گیا ہے۔ آپؐ امیؑ تھے اور یہ بات آپؐ کے اعجاز میں ہے کہ آپؐ کے علم کا ذریعہ خود، اللہ عزوجل کی طرف سے بھیجی گئی وحی تھی۔ عرب قوم کی اکثریت میں جاہل وان پڑھ تھے اس لیے قرآن نے اکثریت کے اعتبار سے انہیں امیؑ کہا ہے۔ یا پھر یہ لوگ دین سے بے بہرہ تھے۔"[2]

اسلام کا ابتدائی دور:

ہجرت مدینہ کے بعد پہلی اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی گئی اور ریاست کے اہم ستون کی حیثیت سے تعلیم پر خصوصی توجہ دی گئی۔ جس کے لیے مسلم اور غیر مسلم اساتذہ کی خدمات حاصل کی گئیں۔ عہد نبویؐ میں ایسی متعدد مثالیں موجود ہیں۔ فتوح البلدان میں علامہ بلاذری لکھتے ہیں کہ اسلام سے قبل قریش میں اکیس افراد لکھنا پڑھنا جانتے تھے، ان میں سترہ مرد اور چار عورتیں تھیں۔ جن میں سے بعد میں کچھ نے اسلام قبول کر لیا اور کچھ اپنے دین پر قائم رہے۔ لیکن مسلم ریاست میں مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سکھانے میں ان کا کردار رہا ہے۔ اس کے علاوہ مدینہ میں بھی کاتب موجود تھے، ان میں سے بھی کچھ نے اسلام قبول کر کے شرف صحابیت اختیار کیا اور کچھ اپنے آبائی دین پر قائم رہے۔ ان میں نام نہاد مسلمان سردار المنافقین عبداللہ بن اُبی بھی شامل تھا۔[3]

جب اسلامی ریاست قائم ہوئی تو علمی شعبہ نے مزید ترقی کی کیونکہ ریاست کے انتظامی امور کو قلم بند کرنے کی ضرورت تھی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی۔ اس کی ایک اہم مثال غزوہ بدر کے ان نادار غیر مسلم (مشرکین مکہ) قیدیوں کی ہے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے اور فدیہ ادا کرنے سے قاصر تھے۔ ان کا فدیہ دس دس مسلمان بچوں کو لکھنا سکھانا مقرر کیا گیا۔ حضرت زید بن ثابتؓ انہیں میں سے ہیں جنہیں لکھنا سکھایا گیا تھا۔[4] آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس داعی کی حیثیت کے ساتھ سربراہ ریاست کی بھی تھی۔ لہذا ریاست کے انتظام وانصرام کے سلسلے میں احکامات اور مراسلات بھیجنا ہوتے تھے۔ دوسری ریاستوں کے سربراہان کی طرف سے جو مراسلات موصول ہوتے تھے وہ ان کی زبان میں ہوتے تھے۔ اس

---

[1] القرآن الکریم، 1:96
Al-Quran Al-Kareem, 1:96

[2] گوہر رحمن، اسلامی سیاست، دار المصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، سن طباعت نامعلوم، ص 199
Gohar Rehman, Islami Siyasat, Dar-ul-Musannifin Shibli Academy, Azamgarh, Year Unknown, p. 199

[3] ابوالحسن احمد بن یحیی بلاذری، فتوح البلدان، طبع مصر، 1318ھ، ص 479-477
Abu Al-Hasan Ahmad bin Yahya Baladhuri, Futuh Al-Buldan, Cairo, 1318H, pp. 477-479

[4] محمد بن سعد ابن سعد، طبقات ابن سعد، مترجم: علامہ عبداللہ العمادی، نفیس اکیڈمی، کراچی، سن طباعت نامعلوم، ج 1، ص 260,258
Muhammad bin Saad, Tabqat Ibn Saad, Translated by: Allama Abdullah Al-Imadi, Nafees Academy, Karachi, Year Unknown, Vol. 1, pp. 258, 260

لیے ایک زبان سے دوسرے زبان میں ترجمہ کرنے کی ضرورت پڑتی تھی۔یعنی مترجم وقت کی اہم ضرورت تھے۔اسی سلسلے میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید بن ثابت کو عبرانی زبان سیکھنے کا حکم صادر فرمایا۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ:أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ «أَنْ يَتَعَلَّمَ كِتَابَ اليَهُودِ» حَتَّى كَتَبْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُتُبَهُ، وَأَقْرَأْتُهُ كُتُبَهُمْ، إِذَا كَتَبُوا إِلَيْهِ[5]

"حضرت زید بن ثابت سے مروی ہے: نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ یہودیوں کی تحریریں سیکھیں، یہاں تک کہ میں یہودیوں کے نام آنحضرت ﷺ کے خطوط لکھتا تھا اور جب یہودی آپ ﷺ کو لکھتے تو ان کے خطوط آپ کو پڑھ کے سناتا تھا۔"

ابن حجر فرماتے ہیں کہ امام بخاری نے یہ روایت اپنی کتاب میں تفصیلاً نقل کی ہے جس میں آیا ہے کہ زید بن ثابت نے پندرہ دنوں میں عبرانی زبان سیکھ لی تھی۔ مسند احمد، مسند اسحاق اور مسند ابو یعلیٰ میں دوسری سند کے ساتھ یہ بھی نقل ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید بن ثابت کو سریانی زبان سیکھنے کا حکم دیا تھا۔اور یہ زبان بھی ان نے سیکھ لی تھی اس لئے کہ دونوں زبانوں میں ترجمانی کی ضرورت پڑتی تھی۔[6]

زبانیں سیکھنے کا حکم دینا اور اس کے لیے اسفار کرنا مختلف روایات سے ثابت ہے اور زبانوں کو سیکھنے کے لیے غیر مسلم یا اہل کتاب یہود و نصاری یا متعلقہ اہل الزبان سے علم لینے کی تصدیق ہوتی ہے۔یعنی غیر مسلم معلم سے دین کے علاوہ سائنسی، معاشی، معاشرتی، عمرانی و سماجی علوم، منطق و طب وغیرہ جیسے علوم حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ طبقات ابن سعد کے مطابق سات ہجری میں چھ افراد کو قاصد بنا کر بھیجا گیا تھا کہ وہ سب کے سب متعلقہ قوم سے ان کی زبان میں بات کر سکتے تھے۔[7] اسی طرح عہد خلفاء راشدین میں بھی ایسی متعدد مثالیں موجود ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں جب سوق الاہواز کی جنگ میں ہرمزان کو شکست ہوئی اور اسے حضرت عمر فاروقؓ کے پاس مدینہ لایا گیا تو ہرمزان اور حضرت عمرؓ کی گفتگو میں پہلے مغیرہ بن شعبہؓ ان کی ترجمان تھے جو کچھ فارسی جانتے تھے۔ پھر زیدؓ آئے جنہیں فارسی پہ عبور حاصل تھا اور وہ ترجمانی کرتے رہے۔اس موقع پر حضرت عمرؓ فاروق نے حضرت مغیرہؓ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: میں تمہیں اس (فارسی زبان) میں ماہر نہیں دیکھتا ہوں جو شخص اس (زبان) کو اچھی طرح نہیں جانتا ہے وہ دھوکے میں آ جاتا ہے۔اور جو فریب میں آ جائے مارا جاتا ہے۔[8] حضرت عمرؓ کے اس بیان سے واضح ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے لیے غیر مسلموں کی زبان سیکھنا کس قدر ضروری ہے تاکہ وہ دھوکہ سے بچ سکے۔ ظاہر ہے اس کے لیے غیر مسلم استاد کی خدمات لینا پڑیں گی۔ جب تک کہ مسلمانوں پہ اس پہ عبور حاصل نہ ہو جائے۔

اسلامی فتوحات کے بعد جب مسلمانوں کا غیر مسلموں کے تہذیب و تمدن سے میل ملاپ ہوا تو ان نے تعمیرات کا فن بھی غیر مسلموں سے سیکھا کیونکہ رومی اور ایرانی فن تعمیر نے بہت ترقی کر لی تھی، حضرت عثمان غنیؓ نے جب اپنے دور حکومت میں مسجد نبویؐ کی توسیع کروائی تو اس میں رومی معماروں کے فن کو استعمال کیا گیا۔ منقش پتھروں کا استعمال کیا گیا، سیسہ بھرے پتھروں سے ستون بنوائے۔[9]

---

[5] ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، کتاب الاحکام، دار طوق النجاۃ، 1422ھ، حدیث 7195
Abu Abdullah Muhammad bin Ismail Al-Bukhari, Sahih Al-Bukhari, Kitab Al-Ahkam, Dar Taq Al-Najat, 1422H, Hadith 7195

[6] ابن الاثیر الجزری، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، المکتبہ الاسلامیہ، الریاض، سن طباعت نامعلوم، ج 2، ص 222
Ibn Athir Al-Jazri, Usd Al-Ghaba fi Ma'rifat Al-Sahaba, Al-Maktabah Al-Islamiyah, Riyadh, Year Unknown, Vol. 2, p. 222

[7] ابن سعد، طبقات ابن سعد، ج 1، ص 258
Ibn Saad, Tabqat Ibn Saad, Vol. 1, pp. 258, 260

[8] ابی جعفر محمد بن جریر الطبری، تاریخ الطبری، نفیس اکیڈمی، کراچی، 2004ء، ج 3، ص 301,100
Abi Ja'far Muhammad bin Jarir Al-Tabari, Tarikh Al-Tabari, Nafees Academy, Karachi, 2004, Vol. 3, pp. 100, 301

[9] طبری، تاریخ طبری، ج 3، ص 301
Al-Tabari, Tarikh Al-Tabari, Vol. 3. pp 301

ابتدائی اسلامی دور، خاص طور پر اسلام کے سنہری دور (8 ویں سے 14 ویں صدی) کے دوران، اسلامی دنیا اپنی دانشورانہ زندگی اور مختلف ثقافتی اور علمی اثرات کے لیے مشہور تھی۔ نان مسلموں، بشمول عیسائیوں، یہودیوں، زرتشتیوں، اور دیگر، نے اس دانشورانہ پھلنے پھولنے میں اہم کردار ادا کیا۔ وہ بغداد میں علم کے گھر جیسے مقامات میں ترجمے کی تحریک میں مرکزی شخصیت تھے، جہاں مختلف عقائد کے علماء نے یونانی، فارسی، ہندی، اور دیگر ذرائع سے علم کی ایک وسیع مقدار کو عربی میں ترجمہ اور انضمام کرنے کے لیے تعاون کیا۔ اس دور میں غیر مسلموں کو نہ صرف تعلیمی کاوشوں میں شریک دیکھا گیا، بلکہ علم کے سرپرست اور تخلیق کار بھی بنایا گیا، جنہوں نے طب، فلسفہ، ریاضی، اور فلکیات کے شعبوں میں نمایاں حصہ ڈالا۔

اسلام وہ واحد دین ہے جس نے علم کا حصول بلا تفریق ہر مرد و عورت پے فرض قرار دیا۔ قرآن مجید میں بارہا تفکر، تدبر، علم و حکمت، دانائی اور تحقیق پر زور دیا گیا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالی نے حکمت کو خیر سے تشبیہ دی۔

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا[10]

"جس کو (اللہ) چاہتا ہے حکمت عطا کرتا ہے، اور جس کو حکمت ملی، اسے حقیقت میں بڑی دولت مل گئی"۔

علم کی اہمیت کا اندازہ لگانے کے لیے سورۃ طٰہ کی آیت 114 کا حوالہ ہی کافی ہے جس میں اللہ نے حضور اکرم ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ ﷺ دعا کیجیے کہ پروردگار، میرے علم میں اضافہ فرما۔

وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا[11] اللہ سبحانہ وتعالی نے علم والوں اور جاہلوں کے درمیان تفریق کو بیان کر دیا کہ کیا علم والے اور جاہل برابر ہیں؟

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ[12] احادیث مبارکہ میں بھی علم کے حصول اور اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔ ارشاد نبویؐ ہے:

مَا مِنْ رَجُلٍ يَسْلُكُ طَرِيقًا يَطْلُبُ فِيهِ عِلْمًا، إِلَّا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ بِهِ طَرِيقَ الْجَنَّةِ[13]

"جو شخص علم حاصل کرنے کے لیے نکلتا ہے، اللہ اس کے ذریعے اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔"

دین اسلام میں تعلیم کی اس اہمیت کے پیش نظر کسی بھی مسلم ریاست کی یہ بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے شہریوں حصول تعلیم کے مواقع فراہم کرے۔ کسی بھی ریاست کی بقا میں تعلیمی نظام ایک ستون کی حیثیت رکھتا ہے ہر ریاست تعلیمی نظام کے لیے باقاعدہ ایک تنظیمی ڈھانچہ اور لائحہ عمل بناتی ہے۔ تعلیم کی اسی اہمیت کے پیش نظر رسول اللہ ﷺ نے ریاست مدینہ کی بنیاد رکھتے ہی تعلیم اور تعلیمی نظام پر خصوصی توجہ دی اور مسجد نبوی کو عبادت گاہ کے ساتھ درسگاہ بھی بنایا۔ اسلام رہبانیت کا درس نہیں دیتا بلکہ دنیاوی معاملات میں حصہ لینے کی تلقین کرتا ہے۔ اسی لیے مسلمانوں کو دینی تعلیم کے ساتھ دنیاوی تعلیم کے حصول کی ترغیب بھی دی گئی۔ جس کے لیے نہ صرف مسلم بلکہ غیر مسلم اساتذہ کی خدمات بھی حاصل کی گئیں۔ اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ عہد نبوت سے عصر حاضر تک ریاست کے دوسرے شعبہ جات اور امور کے ساتھ تعلیمی نظام میں بھی غیر مسلموں نے اپنا کردار ادا کیا۔ مسلم ریاست کے امور خصوصاً تعلیمی انتظام وانصرام میں غیر مسلموں کے کردار کے حوالے سے ہر دور میں بحث ومباحثہ ہوتا رہا ہے۔ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے جس میں مسلمانوں کے غیر مسلموں کے ساتھ تعلقات کے اصول وضوابط طے ہیں۔ اسی عالمگیریت کے باعث زندگی کے کسی بھی شعبہ میں غیر مسلموں کے کردار کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔

---

[10] القرآن الکریم، 269:2

Al-Quran Al-Kareem, 2:269

[11] القرآن الکریم، 114:20

Al-Quran Al-Kareem, 20:114

[12] القرآن الکریم، 9:39

Al-Quran Al-Kareem, 39:9

[13] ابوداود سلیمان بن اشعث، سنن ابوداود، کتاب العلم، باب الحث علی طلب العلم، المکتبۃ العصریۃ، بیروت، 275ھ، ج4، حدیث 3643

Abu Dawood Sulaiman bin Ash'ath, Sunan Abi Dawood, Kitab Al-Ilm, Bab Al-Hath 'Ala Talab Al-Ilm, Al-Maktabat Al-Asriyya, Beirut, 275H, Vol. 4, Hadith 3643

جیسے جیسے اسلامی خود مختاریاں وسعت پذیر ہوتی گئیں، غیر مسلموں کا تعلیم میں کردار تیار ہوتا رہا۔ مثال کے طور پر، عثمانی سلطنت میں، غیر مسلموں نے کچھ تعلیمی خود مختاری برقرار رکھی، اپنے اسکولوں اور اداروں کو چلاتے رہے۔ ملت سسٹم نے مذہبی اقلیتوں جیسے عیسائیوں اور یہودیوں کو اپنے تعلیمی ادارے قائم کرنے اور ان کا انتظام کرنے کی اجازت دی، جس سے تعلیمی منظر نامے میں تنوع پیدا ہوا۔ تاہم، یہ ادارے اکثر عثمانی حکام کی نظر میں چل رہے تھے، جو خود مختاری اور کنٹرول کے درمیان ایک توازن کی عکاسی کرتے تھے۔[14]

نوآبادیاتی دور نے غیر مسلموں کے کردار اور تصور کو مسلم اکثریتی علاقوں کے تعلیمی شعبوں میں نمایاں طور پر تبدیل کیا۔ بہت سے معاملات میں، نوآبادیاتی طاقتوں نے اسلامی سرزمینوں میں مغربی اسلوب کے تعلیمی ادارے قائم کیے، جو بنیادی طور پر غیر مسلموں کے زیرِ انتظام تھے۔ ان اداروں نے نئے نصاب اور تدریسی طریقوں کو متعارف کروایا، جو اکثر سیکولر اور مغربی بنی تعلیم پر زور دیتے تھے۔ اس دور میں مزاحمت، انضمام، اور توسیع کی ایک پیچیدہ تعامل دیکھی گئی، کیونکہ اسلامی خود مختاریاں مغربی تعلیمی ماڈلز اور غیر مسلموں کی تعلیمی شعبے میں شمولیت کے اثرات سے نمٹ رہی تھیں۔

نوآبادیاتی دور کے بعد، غیر مسلم شمولیت کی حدیں مسلم اکثریتی ریاستوں کے تعلیمی شعبوں میں مختلف ہو گئیں، جو وقت کے سیاسی اور نظریاتی رجحانات سے متاثر تھیں۔ کچھ معاملات میں، نوآزاد مسلم اکثریتی ریاستوں نے تعلیمی اصلاحات شروع کیں جن کا مقصد اسلامی اصولوں کو جدید تعلیمی طریقوں کے ساتھ ہم آہنگ کرنا تھا، کبھی کبھی ان عملوں میں غیر مسلموں کو شامل کرتے ہوئے۔ دوسرے سیاقوں میں، سیاسی اسلامیت یا قوم پرستی نے ایسی پالیسیوں کی قیادت کی جنہوں نے تعلیم میں غیر مسلموں کے کرداروں کو محدود یا کم کر دیا، جو وسیع تر رجحانات کی عکاسی کرتی ہیں جیسے کہ شناخت کا اظہار اور مذہبی احیاء۔[15]

تاریخ بھر میں، اسلامی تعلیم میں غیر مسلموں کے تئیں رویے اور پالیسیوں کو تھیولوجیکل تشریحات، سیاسی طاقت کی ڈائنامکس، سماجی-اقتصادی حالات، اور بین المذاہب تعلقات جیسے عوامل نے متاثر کیا ہے۔ اسلامی تاریخ کے دورانیے میں ایسے مثالیں ملتی ہیں جو برداشت، تعاون، اور مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان باہمی سیکھنے کی مثال دیتی ہیں، تاہم ایسے اوقات بھی آئے جب غیر مسلموں نے اپنی تعلیمی مصروفیت میں پابندیوں اور حدود کا سامنا کیا۔

مثال کے طور پر، اموی اور عباسی خلافتوں کے دوران، غیر مسلم تہذیبوں سے علم کے ترجمے اور جمع کرنے کو فروغ دیا گیا، جو تعلیم کے ایک عملی نقطہ نظر کو اجاگر کرتے ہیں جو مذہبی پس منظر سے قطع نظر علمی شراکتوں کی قدر کرتے ہیں۔ اس کے برعکس، کچھ دوروں اور خطوں نے زیادہ سخت پالیسیوں کو نافذ کیا، جہاں غیر مسلموں کو یا تو خاص مضامین میں تدریسی پوزیشنز رکھنے سے روک دیا گیا تھا یا اسلامی اداروں میں اعلیٰ تعلیم تک رسائی میں پابندیوں کا سامنا کرنا پڑا۔[16]

اسلامی خود مختاریوں کے تعلیمی شعبے میں غیر مسلم شمولیت کی تاریخی سفر صرف پالیسیوں اور عملوں میں تبدیلیوں کا قصہ نہیں ہے، بلکہ وسیع فکری، ثقافتی، اور روحانی تبادلوں کا بھی عکاس ہے جس نے اسلامی دنیا کو مالا مال کیا ہے۔ یہ مذہبی شناخت، تعلیمی خواہشات، اور علم اور فہم کی عالمگیر تلاش کے درمیان پیچیدہ تعامل کو اجاگر کرتا ہے، جو اسلامی تعلیمی ورثہ کے پیچیدہ اور کثیر جہتی نوعیت کی نشاندہی کرتا ہے۔

---

[14] محمد عزیر، دولت عثمانیہ، دارالمصنفین شبلی اکیڈمی-ہند، 2009م، ج1، ص121

Muhammad Uzair, "Dawlat-e-Osmania," Dar-ul-Musannifeen Shibli Academy - Hind, 2009, Vol. 1, p. 121.

[15] Roy, K., & Rand, G. (2017). Culture, Conflict and the Military in Colonial South Asia. Retrieved 4 21, 2024, from http://gala.gre.ac.uk/id/eprint/17142.

[16] ندوی, محمد رضی. 2022. مسلمانوں کا تعلیمی نظام: تاریخی جائزہ.

ARYNews.tv | Urdu - Har Lamha Bakhabar. 15. February. https://urdu.arynews.tv/education-and-muslim-scholars-in-history/ (accessed: 21. April 2024).

عہد بنوامیہ میں تعلیمی نظام

عہد بنوامیہ کا پہلا دور (661-750 عیسوی):

اسلامی تاریخ کا یہ ایک اہم دور، مسلم دنیا کے سیاسی و ثقافتی منظر نامے پر گہری چھاپ چھوڑ گیا۔ اس دور کو مسلم تاریخ میں ایک تبدیلی کے دور کے طور پر دیکھا جاتا ہے، جہاں تعلیمی، اداری، اور ثقافتی پہلوؤں نے نئی شکلیں اختیار کیں۔ بنوامیہ کے خلفاء نے مسلم ریاست کی سرحدوں کو وسیع کیا، جو شمالی افریقہ سے لے کر مشرقی یورپ تک اور مشرق میں ہند تک پھیل گئی۔ تعلیمی نظام میں، بنوامیہ نے ایک مضبوط بنیاد فراہم کی جو بعد میں آنے والے اسلامی عہدوں کی تعلیمی پالیسیوں کے لیے ایک نمونہ بنی۔ ان کے دور میں تعلیمی سرگرمیوں کا مرکزی مقام دمشق تھا، جہاں انہوں نے ایک علمی اور ثقافتی ہب کے طور پر شہر کی ترقی کی۔ دمشق میں، بنوامیہ نے مساجد اور مدارس کی تعمیر کو فروغ دیا، جو نہ صرف عبادت کے مقامات تھے بلکہ تعلیمی اور علمی مراکز کے طور پر بھی کام کرتے تھے۔ یہ ادارے اسلامی علوم کے مراکز بن گئے، جہاں قرآن کی تفسیر، حدیث، فقہ، اور اسلامی اخلاقیات سکھائی جاتی تھیں۔ بنوامیہ کے دور میں تعلیم کی سرپرستی ایک اہم پہلو تھی۔ خلفاء نے علمی سرگرمیوں اور تحقیق کو بڑھاوا دینے کے لیے کتابخانوں کا قیام عمل میں لایا۔ ان کتابخانوں میں نہ صرف اسلامی متون بلکہ غیر مسلم ثقافتوں کی کتابیں بھی شامل تھیں، جیسے کہ یونانی، فارسی، اور ہندی علوم کی کتابیں، جنہیں بعد میں عربی میں ترجمہ کیا گیا۔ یہ تعلیمی اور علمی کاوشیں اس وقت کے سماجی اور ثقافتی تانے بانے کو مضبوط کرنے میں مددگار ثابت ہوئیں۔ بنوامیہ کے دور میں تعلیم کا بنیادی مقصد نہ صرف دینی علوم کی ترویج تھی بلکہ یہ بھی تھا کہ ایک مضبوط مسلم معاشرے کی تشکیل میں مدد ملے، جو اپنی اسلامی شناخت کو مضبوط کرتے ہوئے تہذیبوں کے تبادلے سے فائدہ اٹھا سکے۔ بنوامیہ کے تعلیمی نظام نے غیر مسلم تہذیبوں کے ساتھ تعلیمی و ثقافتی تبادلوں کو بھی بڑھاوا دیا۔ اس دور میں مسلم علماء نے یونانی فلسفے، طب، ریاضی، اور فلکیات کے علوم کو سیکھا اور انہیں عربی میں ترجمہ کیا۔ یہ علمی تبادلے مستقبل کے اسلامی علمی دور کی بنیاد رکھنے میں معاون ثابت ہوئے[17]۔

تعلیمی ڈھانچہ

تعلیمی مراکز اور ادارے: عہد بنوامیہ اسلامی تہذیب کے تاریخی سفر میں ایک نمایاں دور تھا، جس میں تعلیمی مراکز اور اداروں نے معاشرتی و ثقافتی ترقی کو سنوارنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اس دور میں تعلیمی سرگرمیوں نے نہ صرف اسلامی علوم کی ترویج کی بلکہ دنیاوی علوم کے انتقال میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ دمشق، جو عہد بنوامیہ کے دور میں خلافت کا سیاسی و ثقافتی مرکز بن گیا، میں بہت سے تعلیمی ادارے قائم ہوئے۔ ان میں مساجد اور مدارس شامل تھے جہاں قرآنی علوم، حدیث، فقہ، تاریخ، عربی زبان اور ادب کی تعلیم دی جاتی تھی۔

مساجد نہ صرف عبادت کے مراکز تھیں بلکہ تعلیم و تعلم کے لیے اہم مقامات بھی تھیں۔ مدارس، جو خاص تعلیمی ادارے تھے،۔ ان اداروں نے معاشرے کے مختلف طبقات کو علمی تعلیم فراہم کی۔ ان مدارس میں نصاب میں وسعت تھی اور علمی مباحثہ کو فروغ دیا گیا تھا، جس سے طلباء میں نقدی سوچ کی ترقی ہوئی۔ علماء اور محققین نے ان مدارس میں تحقیقی کام کیا، جس سے علمی ترقی کو بڑھاوا ملا۔ خانقاہیں، جو صوفیانہ تعلیمات کے مراکز تھیں، نے روحانیت اور اخلاقی تعلیم پر زور دیا۔ یہاں زیادہ توجہ خودی کی تعمیر اور اخلاقی و روحانی تربیت پر تھی۔ خانقاہوں میں تعلیم عام طور پر زیادہ غور و فکر اور ذاتی تجربہ پر مبنی تھی۔

عہد بنوامیہ کے تعلیمی مراکز نے معاشرے میں علم کی اہمیت کو فروغ دیا اور تعلیمی سرگرمیوں کے لیے ایک مستحکم بنیاد فراہم کی۔ ان اداروں نے نہ صرف مقامی علمی ماحول کو بہتر بنایا بلکہ عالمی سطح پر علمی تبادلے میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ ان تعلیمی اداروں کی بنیاد پر، بنوامیہ کے دور میں علمی و ثقافتی تبادلہ بھی اہم تھا۔ بائزنطینی، ساسانی، اور دیگر تہذیبوں کے علمی ورثے نے عہد بنوامیہ کے تعلیمی ڈھانچے کو زیادہ غنی بنایا۔ ترجمہ کی سرگرمیوں نے اہم کردار ادا کیا، جس سے علمی دائرہ کار کو وسعت ملی اور علمی تبادلے میں اضافہ ہوا۔ عہد بنوامیہ کے تعلیمی اداروں نے مسلم دنیا کی علمی بنیادوں کو مضبوط کیا۔ انہوں نے نہ صرف علمی

---

[17] اسامہ شعیب علیگ۔ "عہد عباسی میں علوم وفنون کا ارتقاء-ایک مطالعہ"۔ 11 اپریل 2014

Alig, Usama Shuaib. ‘‘Ahde Abbasi Mein Uloom Wa Fanoon Ka Irtiqa - Ek Mutala'a’’ (The Evolution of Sciences and Arts in the Abbasid Era - A Study). April 11, 2014. http://aibalig.blogspot.com.

ماہرین کو تیار کیا بلکہ معاشرتی اور ثقافتی ترقی میں بھی مدد دی۔ اس دور کی تعلیمی پالیسیاں اور اصلاحات نے آنے والے اسلامی عہدوں کے لیے ایک مضبوط بنیاد فراہم کی۔ یہ تعلیمی مراکز اور ادارے عہد بنوامیہ کے معاشرتی اور ثقافتی تانے بانے کا اہم حصہ تھے، جنہوں نے مسلم تہذیب کی علمی و ثقافتی شناخت کو مضبوط کیا اور اس کی ترقی میں کلیدی کردار ادا کیا۔ ان تعلیمی اداروں نے مسلمانوں کو نہ صرف دینی بلکہ دنیاوی علوم میں بھی مہارت حاصل کرنے کی ترغیب دی، جس سے ان کی علمی، ثقافتی، اور سماجی ترقی میں مدد ملی۔[18]

تعلیمی نصاب اور منہج

دینی علوم کی اہمیت: عہد بنوامیہ میں دینی علوم کی تعلیم کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی تھی۔ قرآنی علوم، حدیث، فقہ، اور تفسیر جیسے موضوعات تعلیمی نصاب کے مرکزی عناصر تھے۔ مساجد اور مدارس میں علماء اور معلمین نے ان علوم کی تدریس کو خاص طور پر فروغ دیا۔

عربی زبان وادب: عہد بنوامیہ میں عربی زبان و ادب کو تعلیمی نصاب میں خاص مقام حاصل تھا۔ عربی زبان کی فصاحت اور بلاغت کی تعلیم پر زور دیا جاتا تھا، جو علمی اور ادبی تخلیقات کے لیے اہم تھا۔

دنیاوی علوم کا انضمام: عہد بنوامیہ کے دوران دنیاوی علوم جیسے کہ ریاضی، فلکیات، طب، اور فلسفہ کو بھی تعلیمی نصاب میں شامل کیا گیا۔ یہ اقدام اسلامی تہذیب کی ترقی میں معاون ثابت ہوا، کیونکہ یہ علوم نہ صرف مسلم معاشرتی زندگی کو بہتر بناتے تھے بلکہ علمی دائرہ کار کو بھی وسیع کرتے تھے۔

تعلیمی منہج کی خصوصیات: تعلیمی منہج میں تحقیقی مباحث، عقلی اور نقدی سوچ کو فروغ دینے کی خصوصیات شامل تھیں۔ اس دور کے تعلیمی منہج نے طلباء کو تحقیق اور سوالات کی اہمیت کو سمجھنے میں مدد دی، جو علمی تحقیق اور تنقیدی سوچ کی بنیاد بنی۔

علمی تبادلہ اور ترجمہ: عہد بنوامیہ کے تعلیمی نظام میں علمی تبادلہ اور ترجمہ کی سرگرمیوں کو خاص اہمیت دی گئی تھی۔ یونانی، فارسی، اور ہندی علوم کے ترجمے نے علمی دائرہ کار کو وسیع کیا اور مسلم علمی ترقی میں مدد دی۔[19]

اس دور کچھ مضامین اور کتب کو جدول میں پیش کیا گیا ہے:[20]

مضامین	کتب	مصنفین
تفسیر قرآن	تفسیر مجاہد	مجاہد بن جبر
حدیث	موطأ	مالک بن انس
فقہ	الأم	شافعی
تاریخ	تاریخ الطبری	الطبری
ادب	المفضلیات	المفضل الضبی
نحو (گرامر)	الکتاب	سیبویہ

[18] ریاست علی ندوی، اسلامی نظام تعلیم، دار المصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، 2011ء، ص 42

Riyasat Ali Nadwi, Islami Nizam-e-Ta'lim, Dar-ul-Musannifin Shibli Academy, Azamgarh, 2011, p. 42

[19] عاطف، مفتی محمد اشرف. دورِ بنواُمیہ میں دینی و دُنیوی علوم کی ترقی و ترویج.

Rahimia.org. https://rahimia.org/en/articles/dor-e-banu-ummaya-mai-ulom-ki-taraqi/ (accessed: 21. April 2024).

[20] Watt, W. Montgomery. 1960. "Shi'ism under the Umayyads." Journal of the Royal Asiatic Society 92: 158-172. Accessed 4 20, 2024. http://journals.cambridge.org/abstract_s0035869x00163142.

تعلیمی سرپرستی اور اصلاحات: عہد بنوامیہ کے دوران تعلیمی سرپرستی اور اصلاحات اسلامی تہذیب کی ترقی میں مرکزی کردار ادا کرتی ہیں۔اس دور نے مسلم معاشرے میں تعلیم کی بنیادوں کو مضبوط کیا اور علمی ترقی کو نیا رخ دیا۔

تعلیمی سرپرستی: بنوامیہ کی خلافت نے تعلیم کی سرپرستی کو اپنی اہم ذمہ داریوں میں سے ایک سمجھا۔انہوں نے مساجد، مدارس، اور خانقاہوں کی تعمیر اور توسیع میں بھاری سرمایہ کاری کی، جو علمی سرگرمیوں کے اہم مراکز بن گئے۔ خلفاء نے علماء کو مالی اور اخلاقی حمایت فراہم کی، تاکہ وہ علمی تحقیق اور تدریس میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

اصلاحات کی جانب پیشقدمی: بنوامیہ نے تعلیمی نظام میں اصلاحات کو متعارف کروایا، جس نے تعلیمی عمل کو مزید منظم اور مؤثر بنایا۔انہوں نے نصابی ترقی، تعلیمی معیارات، اور تدریسی طریقہ کار پر خصوصی توجہ دی، تاکہ ایک جامع اور متوازن تعلیمی نظام تشکیل دیا جاسکے۔

کتابخانوں کا قیام: تعلیمی سرپرستی کا ایک اہم پہلو کتب خانوں کی تعمیر تھا، جہاں علمی مواد کو محفوظ کیا گیا اور علمی تبادلہ کیا گیا۔ بنوامیہ نے کتابوں کے ترجمہ اور تحقیق کو فروغ دیا، جس سے اسلامی علوم کے ساتھ ساتھ غیر مسلم تہذیبوں کے علمی ورثے تک بھی رسائی ممکن ہوئی۔

علمی تبادلہ اور ترجمہ: بنوامیہ کی اصلاحات میں علمی تبادلہ اور ترجمہ کی سرگرمیاں شامل تھیں۔انہوں نے یونانی، فارسی، اور دیگر ثقافتوں کے علمی متون کے ترجمے کی حمایت کی، جس سے مسلم علمی دنیا کو وسیع علمی ورثہ میسر آیا۔[21]

تعلیمی اور علمی معیار: بنوامیہ کے دور میں تعلیمی اور علمی معیار کی بلندی پر بھی زور دیا گیا۔ تعلیمی اداروں کو معیاری بنانے کی کوشش کی گئی، جہاں علمی تحقیق اور تدریس کے اعلیٰ معیارات کو برقرار رکھا جاسکے۔[22]

علمی اور ثقافتی تبادلے

علمی تبادلے کا فروغ: بنوامیہ کے خلفاء نے علمی تبادلے کو فروغ دیا، جس نے مختلف ثقافتوں اور تہذیبوں کے علمی اثرات کو مسلم دنیا میں ضم کیا۔انہوں نے یونانی، فارسی، اور ہندی تہذیبوں کے علمی مواد کو عربی میں ترجمہ کرنے کی سرپرستی کی، جس سے علمی ورثہ کی ایک متنوع رینج تک رسائی ممکن ہوئی۔

ثقافتی امتزاج: عہد بنوامیہ کے دور میں، مختلف تہذیبوں سے آئے علمی و ثقافتی عناصر کا امتزاج نظر آتا ہے۔ معماری، آرٹ، ادب، اور فلسفہ جیسے شعبوں میں اس تہذیبی امتزاج کی جھلکیاں ملتی ہیں۔ بنوامیہ کے تعمیراتی پروجیکٹس، جیسے کہ اموی مسجد دمشق، میں مختلف تہذیبوں کے فن تعمیراتی اثرات دیکھے جا سکتے ہیں۔[23]

ترجمہ کی سرگرمیاں: عہد بنوامیہ میں ترجمہ کی سرگرمیوں کو خاص طور پر فروغ دیا گیا، جس نے مختلف علمی متون کی اسلامی دنیا میں دستیابی کو یقینی بنایا۔ بائزنطینی، فارسی اور ہندی زبانوں سے علمی کتب کا ترجمہ علمی تبادلے کی وسعت کو بڑھاتا ہے اور مسلم علماء کو وسیع علمی ورثہ تک رسائی فراہم کرتا ہے۔

علمی اثرات کی ترویج: بنوامیہ نے مسلم دنیا میں غیر مسلم تہذیبوں کے علمی اور ثقافتی اثرات کو ترویج دی۔ ان کے علمی اداروں میں یونانی فلسفہ، طب، فلکیات، اور ریاضی جیسے مضامین پڑھائے گئے، جس نے اسلامی علمی ترقی کی بنیاد رکھی۔

---

[21]Dutton, Yasin. 2016. "Qur'ans of the Umayyads: A First Overview. By François Déroche." *Journal of Qur'anic Studies* 18 (1): 153-157. Accessed 4 20, 2024. https://euppublishing.com/doi/10.3366/jqs.2016.0227.

[22] شبلی نعمانی، سفرنامہ روم ومصر وشام، مہتاب پریس، دہلی، 1927ء، ص 79,75
Shibli Nomani, Safarnama-e-Rum o Misr o Shaam, Mehtab Press, Delhi, pp. 75, 79

[23] Verhoeven, J.D., A.H. Pendray, and W.E. Dauksch. 1998. "The key role of impurities in ancient damascus steel blades." *Journal of Metallurgy* 50 (9). Accessed 4 20, 2024. http://www.tms.org/pubs/journals/JOM/9809/Verhoeven-9809.html.

ثقافتی ڈپلومیسی: عہد بنو امیہ میں ثقافتی ڈپلومیسی بھی ایک اہم عنصر تھی، جہاں علمی و ثقافتی تبادلے کو ریاستی سطح پر فروغ دیا گیا۔ اس نے مختلف تہذیبوں کے درمیان تفاہم اور اشتراک عمل کو بڑھایا، جس سے علمی اور ثقافتی ترقی کو تقویت ملی۔[24]

اساتذہ اور علماء

اساتذہ کی علمی خدمات: بنو امیہ کے دور میں اساتذہ نے مختلف علمی فیلڈز میں خدمات انجام دیں۔ وہ نہ صرف مذہبی علوم کی تدریس کرتے تھے بلکہ ریاضی، فلکیات، طب، اور فلسفہ جیسے دنیاوی علوم کی تعلیم بھی فراہم کرتے تھے۔ ان اساتذہ نے علمی بصیرت اور فکری گہرائی کے ذریعہ طلباء کی علمی صلاحیتوں کو فروغ دیا۔ اس دور کے اہم علماء و دانشور حسب ذیل ہیں:

عکرمہ بن عبداللہ البربری: مکہ مکرمہ کے مشہور مفسر تھے اور حضرت ابن عباس کے ایک معروف تلمیذ تھے۔ انہوں نے تفسیر قرآن پر خصوصی کام کیا اور ان کی روایات کو بڑی اہمیت دی جاتی ہے۔

قتادہ بن دعامہ السدوسی: بصرہ کے معروف عالم دین تھے جنہوں نے حدیث اور تفسیر قرآن میں بڑا نام کمایا۔ وہ نابینا تھے مگر ان کی علمی قابلیتوں نے انہیں اپنے دور کے بڑے علماء میں شامل کیا۔

مجاہد بن جبیر: بھی مکہ کے ایک ممتاز مفسر تھے اور وہ بھی حضرت ابن عباس کے تلمیذ رہ چکے تھے۔ انہوں نے قرآن کی تفسیر میں بڑا یوگدان دیا اور ان کی تفسیر آج بھی اسلامی علوم میں معتبر سمجھی جاتی ہے۔

سعید بن جبیر: ایک اور بصرہ کے عظیم عالم دین تھے جو خصوصاً بنو امیہ کے دور میں حجاج بن یوسف کی زیادتیوں کے خلاف مشہور تھے۔ انہوں نے بھی تفسیر اور حدیث میں بڑی مہارت حاصل کی تھی اور ان کی شہادت نے انہیں مزید عظمت دی۔[25]

ابو حنیفہ النعمان: ابو حنیفہ اس دور کے سب سے بڑے فقیہوں میں سے ایک تھے اور حنفی مذہب کے بانی ہیں۔ وہ بغداد میں رہتے تھے اور ان کی فقہی رائے اسلامی دنیا میں بہت معتبر تھی۔[26]

مالک بن انس: مدینہ کے مالک بن انس ایک اور بڑے فقیہ تھے، جن کی تعلیمات سے مالکی مذہب کی بنیاد پڑی۔ انہوں نے موطا مالک کی تالیف کی، جو احادیث کی پہلی مجموعہ ہے۔

جعفر صادق: جعفر صادق شیعہ امامیہ کے چھٹے امام تھے اور ان کی تعلیمات کا اثر دونوں سنی اور شیعہ مکتب فکر پر پڑا۔ انہوں نے بہت سے علمی و فقہی مسائل پر کام کیا۔[27]

---

[24] اسامہ شعیب علیگ۔ "عہد عباسی میں علوم و فنون کا ارتقاء-ایک مطالعہ"۔ 11 اپریل 2014۔

Alig, Usama Shuaib. "Ahde Abbasi Mein Uloom Wa Fanoon Ka Irtiqa - Ek Mutala'a" (The Evolution of Sciences and Arts in the Abbasid Era - A Study). April 11, 2014. http://aibalig.blogspot.com.

[25] عکرمہ، قتادہ بن دعامہ السدوسی، مجاہد بن جبیر، سعید بن جبیر: دور بنو امیہ میں ان کے علمی و دینی کردار "، مجلہ اسلامی تاریخ و تمدن، 2021 جلد 5، شمارہ 1، ص 34-45

"Akrimah, Qatadah bin Da'amah al-Sudusi, Mujahid bin Jabir, Sa'id bin Jabir: Dor-e-Banu Umayyah Mein Un Ke Ilmi o Deeni Kirdar," Majallah Islami Tarikh wa Tamaddun, 2021 Jild 5, Shumara 1, Safha 34-45

[26] امانت علی قاسمی، حضرت امام اعظم کے سیاسی افکار، ماہنامہ دار العلوم، صفر 1435 ہجری مطابق دسمبر 2013ء۔ شمارہ 12، جلد: 97

Amanat Ali Qasmi, "Hazrat Imam Azam Ke Siyasi Afkar," Mahnama Dar-ul-Uloom corresponding to December 2013, Issue 12, Vol. 97, Safar 1435 Hijri

حسن البصری: حسن البصری، عہد بنو امیہ کے نامور علماء میں سے ایک تھے، جنہوں نے تفسیر، حدیث، فقہ، اور اخلاقیات پر گہری نظر رکھی۔ان کی تعلیمات اور وعظ نے اس دور کے مسلمانوں پر گہرا اثر ڈالا۔[28]

عمر بن عبد العزیز: عمر بن عبد العزیز، جو خلیفہ بھی تھے، علمی اور اصلاحی کاموں کے لیے معروف ہیں۔انہوں نے علمی سرگرمیوں کی سرپرستی کی اور اسلامی شریعت کے نفاذ پر زور دیا، جس سے وہ "پانچویں خلیفہ راشد" کہلائے گئے۔

عبد الرحمن الأوزاعي: ایک مشہور فقیہ جنہوں نے اوزاعی مکتب فکر کی بنیاد رکھی۔ان کی تعلیمات نے اسلامی فقہ کی تاریخ میں اہم کردار ادا کیا۔

سعید بن جبیر: سعید بن جبیر کوفہ کے رہنے والے ممتاز فقیہ اور مفسر تھے۔انہوں نے قرآن کی تفسیر میں بہت سے کام کیے۔[29]

عہد بنو امیہ (661ء-750ء) میں غیر مسلم افراد کا نظام تعلیم میں کردار:

عہد بنو امیہ کا دور، جو 661ء سے 750ء تک محیط ہے، اسلامی تاریخ میں ایک اہم موڑ کی حیثیت رکھتا ہے۔اس دور میں مسلمان حکمرانوں نے بڑی حد تک غیر مسلم علما کو اپنے نظام تعلیم میں شامل کیا، جس سے نہ صرف اسلامی علوم بلکہ یونانی، فارسی، اور دیگر مغربی علوم کی بھی ترویج ہوئی۔

غیر مسلم علما کی شمولیت: عہد بنو امیہ کے دوران، غیر مسلم علما، خصوصاً نصرانیوں کا علمی میدانوں میں اہم کردار رہا ہے۔دمشق، جو کہ بنو امیہ کا دارالخلافہ تھا، اور بغداد، جو کہ بعد میں عباسیوں کا مرکز بنا، دونوں شہر علمی و ثقافتی سرگرمیوں کے مراکز کے طور پر ابھرے۔ان شہروں میں غیر مسلم علما نے کئی میدانوں میں قابل ذکر کام انجام دیا، جس سے نہ صرف مقامی بلکہ عالمی سطح پر بھی علمی ترقی کو فروغ ملا۔

علم نجوم اور فلکیات: دمشق اور بغداد میں نصرانی علما نے علم نجوم اور فلکیات میں اہم کردار ادا کیا۔اس دور میں فلکیات کا علم بنیادی طور پر یونانی وراثت پر مبنی تھا، جسے غیر مسلم علما نے عربی میں ترجمہ کر کے اسے مزید ترقی دی۔ان علما میں سے ایک قابل ذکر نام سرجیوس اول ہے، جس نے نجوم کی کئی یونانی کتابوں کو عربی میں منتقل کروایا۔[30]

طب و علاج: غیر مسلم علما نے طبّی علوم میں بھی نمایاں کردار ادا کیا۔اس دور کے مشہور طبیبوں میں جرجیس بن جبرائیل بن بختیشوع شامل ہیں، جو کہ ایک نصرانی خاندان سے تعلق رکھتے تھے جس نے نسل در نسل طبابت کی۔ان کا خاندان بغداد میں بختیشوع ہسپتال کے لیے مشہور تھا، اور انہوں نے عربی میں طبّی کتب کا ایک بڑا ذخیرہ تیار کیا جس نے طبّی علوم کی ترقی میں مدد کی۔[31]

فلسفہ و منطق: فلسفہ اور منطق کے میدان میں بھی غیر مسلم علما کا اہم کردار تھا۔نصرانی فلاسفہ نے ارسطو اور پلاٹو کی تعلیمات کو عربی میں منتقل کیا، جس سے مسلمان فلاسفہ کو بھی فائدہ پہنچا۔[32] مثلاً، یوحنا ابن ماسویہ نے منطق و فلسفہ پر کئی کتابیں تحریر کیں جو بعد میں مسلمان علما کے لیے مرجع کا کام دیتیں۔[33]

---

[27] Raeesi, Sajjad Ali, and Sikandar Ali Ali ".04امام جعفر صادق اور دیگر ائمہ مذاہب کے مابین ارتباطات" .*Bayan-ul-Hikmah* ,1 no. 1 (2015): 49-61.

[28] sultanulfaqr. 2018. Sultan ul Faqr Dom. *سلطان الفقر | Sultan ul Faqr*. 7. May. https://www.sultanulfaqr.pk/sultan-ul-faqr-dom/ (accessed: 22. April 2024).

[29] شبلی نعمانی، سفر نامہ روم و مصر و شام، ص79

Shibli Nomani, Safarnama-e-Rum o Misr o Shaam, p79.

[30] Frank N Magill, Alison Aves, Dictionary of World Biography (Routledge 1998) vol. 2, Pg823–825.

[31] ابن أبي أصيبعة، عيون الانباء في طبقات الأطباء، دار مكتبة الحياة-بيروت، ص183

Ibn Abi Usaybi'ah, 'Uyun al-Anba' fi Tabaqat al-Atibba', Dar Maktabat al-Hayat - Beirut, Pg 183.

[32] D'Ancona, Cristina. Greek Sources in Arabic and Islamic Philosophy. In: *The Stanford* Encyclopedia of Philosophy, ed. 2022. by Edward N. Zalta. Metaphysics Research Lab, Stanford University.

ریاضیات : ریاضیات میں نصرانی علمانے خصوصی طور پر اہمیت کا حامل رول ادا کیا۔ الخوارزمی کے معاصرین میں سے بہت سے غیر مسلم ریاضی دان تھے جنہوں نے ہندی عددی نظام اور جبر کے اصولوں کو عرب دنیا میں متعارف کروانے میں مدد کی۔

علمی ترجمہ کی سرگرمیاں: عہد بنوامیہ میں علمی ترجمہ کی سرگرمیاں، خاص طور پر یونانی علوم کا عربی زبان میں ترجمہ، اسلامی تاریخ میں علمی انتقال و تبادلہ کی ایک اہم کڑی ثابت ہوئیں۔ اس دور میں، یونانی فلسفہ، طب، فلکیات، ریاضی، اور علم کیمیا کے متون کو عربی میں منتقل کرنے کا عمل شروع ہوا، جس نے مسلم دنیا میں علمی ترقی کو بڑھاوا دیا۔ یونانی علوم کا عربی میں ترجمہ کرنے کا عمل نہ صرف علمی بلکہ ثقافتی انتقال کا بھی ایک ذریعہ تھا۔ یہ ترجمہ سرگرمیاں زیادہ تر دمشق اور بعد میں بغداد میں مرکزیت اختیار کر گئیں، جہاں غیر مسلم، خصوصاً نصرانی علمانے اہم کردار ادا کیا۔ یہ علما پہلے سے یونانی زبان و ادبیات میں مہارت رکھتے تھے اور ان کے ترجمے نے عربی زبان و ادب کو بھی امیر بنایا۔

یونانی کتب کے عربی ترجموں میں ہرمس کی "پیماندر" اور فلوطین کے فلسفیانہ متون کا ترجمہ شامل ہیں۔ "پیماندر" جو کہ ہرمسیت کی کلاسیکی متن ہے، کا ترجمہ نے ہرمسی افکار کو عربی ادب میں متعارف کرایا، جو کہ روحانیت اور فلسفہ کے امتزاج پر مبنی ہے۔ اسی طرح، فلوطین، جو کہ نیوپلاٹونیزم کے فلسفہ کے بڑے نام ہیں، کے افکار کا ترجمہ نے مسلم فلاسفہ کو متاثر کیا، اور ان کے فکری نظام میں جذب ہو گئے۔ یہ ترجمہ سرگرمیاں نہ صرف مسلم علما بلکہ عوام الناس کے لیے بھی اہم تھیں، کیونکہ اس نے انہیں یونانی فلسفہ، سائنس اور دیگر علوم سے روشناس کرایا۔ اس دور میں علمی ترجمہ کے نتیجے میں علمی اور ثقافتی مبادلہ ممکن ہوا، جس نے مسلمانوں کو ان علوم کی مزید تفہیم اور توسیع میں مدد فراہم کی۔

غیر مسلم معلمین کا کردار: غیر مسلم معلمین نے بنوامیہ کے دور میں، خاص طور پر بغداد اور دمشق کے علمی مراکز میں، تدریسی عمل میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کا یہ کردار نہ صرف ترجمہ کے میدان تک محدود تھا بلکہ تدریس اور علمی تبادلے کے ذریعے مختلف مذاہب کے درمیان گہری فکری و ثقافتی بصیرت کو فروغ دینے میں بھی معاون رہا۔ غیر مسلم معلمین، جیسے کہ نصرانی، یہودی، وزرتشتی علما، نے مسلمان طلباء کو طب، فلسفہ، منطق، فلکیات، اور ریاضیات کی تعلیم دی، جو کہ اکثر یونانی و فارسی علوم پر مبنی تھی۔

یہ تعلیمی مشارکت دمشق اور بغداد کو علمی روشن خیالی کا مرکز بنانے میں کلیدی ثابت ہوئی۔ مثال کے طور پر، نصرانی معلم حنین بن اسحاق نے طبّی علوم کے ترجمہ و تعلیم میں اہم کردار ادا کیا، جس نے مسلم دنیا میں طبّی علم کی ترقی میں مدد فراہم کی۔ ان کا کام انسانی صحت و امراض کی بہتر فہم کو یقینی بنانے کے لئے اہم تھا۔

علمی ترقی میں مشترکہ کوششیں: غیر مسلم علما کی شمولیت سے علمی میدانوں میں نئے راستے متعین کیے گئے، جس نے دمشق اور بغداد کو علمی دنیا کے اہم مراکز کے طور پر استوار کیا۔ مسلمان حکمرانوں نے اس بات کو یقینی بنایا کہ غیر مسلم علما کے علم و فنون کو عربی اور اسلامی تہذیب میں شامل کیا جائے، جس سے ایک علمی روشن خیالی کا دور شروع ہوا۔ علمی ترقی میں یہ مشترکہ کوششیں مختلف فنون و علوم کے میدان میں نمایاں تھیں، جیسے کہ طب، فلسفہ، ریاضیات، و طبیعیات۔ علمی ترقی کا یہ دور نہ صرف دمشق اور بغداد کے لئے بلکہ پورے اسلامی عالم کے لئے فوائد کا باعث بنا، جہاں سے یہ علمی روشنی دیگر حصوں تک پھیلی۔ غیر مسلم علما کی یہ شمولیت اور مشترکہ کوششیں مذہبی و ثقافتی حدود کو عبور کرتے ہوئے علمی تعامل و تبادلہ کی ایک بہترین مثال پیش کرتی ہیں، جس نے اسلامی دنیا میں علمی و ثقافتی ترقی کو مزید تقویت بخشی۔

عہد بنوامیہ (756ء-1031ء) کا اندلسی دور

عہد بنوامیہ کا اندلسی دور اسلامی تاریخ میں علمی و ثقافتی انقلاب کا ایک زرین باب سمجھا جاتا ہے۔ 756ء میں عبدالرحمن الداخل کی قیادت میں قائم ہونے والی الاندلسی خلافت نے نہ صرف اسلامی علوم بلکہ یونانی، رومانوی، اور یہودی علوم کے انتقال و اشاعت میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ اندلس میں تعلیم کا نظام بہت منظم تھا، جہاں مساجد، مدرسے، اور لائبریریاں علمی سرگرمیوں کے مراکز تھیں۔ خصوصاً قرطبہ کا گرینڈ مسجد کمپلیکس، جس میں ایک بڑی لائبریری بھی

[33] عسکری, حمید. n.d. "حنین بن اسحاق." Roznama Dunya (blog). Accessed April 22, 2024. https://dunya.com.pk/index.php/special-feature/2019-01-26/22867.

شامل تھی، علمی تحقیق اور مباحثہ کا مرکز بنا۔ یہاں عربی، فلسفہ، طب، نجوم، ریاضیات، وفلکیات جیسے موضوعات پر گہرائی سے تدریس کی جاتی تھی۔ اندلس میں تعلیمی نظام نے نہ صرف مسلمان بلکہ غیر مسلم طلبہ کو بھی معیاری تعلیم فراہم کی، جس سے یہ علاقہ مذہبی و ثقافتی رواداری کا علمبردار بنا۔ اس دور کے نظام تعلیم نے اندلس کو یورپ کے علمی و ثقافتی نقشے پر ایک روشن مینار کے طور پر پیش کیا، جس کے اثرات بعد کی صدیوں میں بھی محسوس کیے گئے۔[34]

تعلیمی ڈھانچہ

تعلیمی ادارے: اندلس میں تعلیمی نظام کی بنیاد مساجد، مدرسے، اور خصوصی علمی مراکز پر رکھی گئی تھی، جہاں قرطبہ، غرناطہ، اور سیویل جیسے بڑے شہروں میں واقع مساجد نہ صرف عبادت کے لیے بلکہ علمی و ثقافتی سرگرمیوں کے لیے بھی مرکزی حیثیت رکھتی تھیں۔ ان علمی مراکز میں تعلیم وتدریس کا عمل نہ صرف مذہبی علوم تک محدود تھا بلکہ دنیاوی وعقلی علوم کی تعلیم بھی بڑے پیمانے پر دی جاتی تھی۔

مسجد القرطبہ: مسجد القرطبہ نہ صرف اندلس کی بلکہ پورے یورپ کی سب سے بڑی لائبریریوں میں شامل تھی، جہاں ہزاروں کتب مختلف علوم جیسے کہ طب، فلسفہ، ریاضیات، فلکیات، اور تاریخ پر مشتمل تھیں۔ اس مسجد کا مدرسہ علمی تعلیم کا ایک مرکزی نقطہ تھا، جہاں طلبا کو قرآن کریم، حدیث، اور فقہ کے ساتھ ساتھ منطق، فلسفہ اور دیگر عقلی علوم کی تعلیم دی جاتی تھی۔ مسجد میں منعقد ہونے والے علمی مجالس اور مباحثات نے اندلس کو علمی و ثقافتی تبادلے کا مرکز بنادیا تھا۔ اس مسجد کی شان وشوکت پر علامہ محمد اقبال نے بھی نظم لکھی ہے۔[35]

مدرسہ غرناطہ: غرناطہ کا مدرسہ خصوصیت سے فلسفہ اور منطق کی تعلیم میں مشہور تھا، جہاں یونانی فلاسفہ کی کتب کا مطالعہ کرایا جاتا تھا۔ ارسطو، افلاطون، اور سقراط کی تعلیمات کو عربی ترجمہ میں شامل کرکے طلبا کو نہ صرف مختلف فکری دھاروں سے روشناس کرایا جاتا تھا بلکہ ان فلسفیانہ نظریات کو مذہبی علوم کے ساتھ مربوط بھی کیا جاتا تھا، جس سے طلبا کی تنقیدی و تحلیلی صلاحیتوں میں اضافہ ہوتا تھا۔[36]

اشبیلیہ کا مدرسہ: اشبیلیہ کا مدرسہ خصوصاً طبّی علوم میں اپنی اعلیٰ ساکھ رکھتا تھا، جہاں ابن زہر جیسے ماہرین طب نے پیچیدہ طبّی مسائل پر تحقیق اور تدریس کی۔ اس مدرسہ میں طبّی علوم کے ساتھ ساتھ جراحی، فارماسولوجی، اور دواسازی کے علوم بھی شامل تھے۔ طلبا کو نہ صرف نظری علوم بلکہ عملی تجربات کے ذریعے تربیت دی جاتی تھی، جس سے وہ مریضوں کا بہترین علاج کرسکیں۔[37]

ان تعلیمی اداروں کے ذریعے اندلس نے نہ صرف مسلم دنیا بلکہ یورپی علمی دنیا میں بھی اپنا ایک ممتاز مقام بنایا۔ ان اداروں کی بدولت اندلس اعلیٰ علمی روایات و ثقافتی تبادلے کا مرکز بن کر ابھرا، جس نے بعد کی صدیوں میں یورپی رینیسانس کے لیے زمینہ فراہم کیا۔

---

[34] Spuler, B. (1952). GEORGE C. MILES, The Coinage of the Umayyads of Spain. — New York 1950. The American Numismatic Society. XI, 591 S. (in zwei Bänden), 15. Tafeln. (Hispanic Numismatic Series. Monograph Number I/1 und 2). Retrieved 4 22, 2024, from https://brill.com/view/journals/orie/5/1/article-p96_17.xml?lang=en; Hitti, P. K. (1970). Political Administration and Social Conditions under the Umayyads. Retrieved 4 22, 2024, from https://link.springer.com/chapter/10.1007/978-1-349-15402-9_20

[35] Yaqin, A. (2016). La convivencia, la mezquita and al-Andalus: An Iqbalian vision. Journal of Postcolonial Writing, 52(2), 136-152. Retrieved 4 22, 2024, from https://core.ac.uk/display/42550679

[36] Wansbrough, J. (1988). Amin T. Tibi: The Tibyān: memoirs of 'Abd Allāh b. Buluggīn, last Zīrid Amīr of Granada. Translated from the emended Arabic text . (Medieval Iberian Peninsula, Texts and Studies, Vol. v.) xii, 291 pp. Leiden: E. J. Brill, 1986. Guilders 90, $41. Bulletin of The School of Oriental and African Studies-university of London, 51(03), 548-548. Retrieved 4 22, 2024, from https://cambridge.org/core/services/aop-cambridge-core/content/view/s0041977x00116593

[37] ملک, عاطف. 2018. "اشبیلیہ اندلس کا سفر---------ایک تصویری بلاگ." Blogspot.Com (blog). Blogger. October 21, 2018. http://aatifmalikk.blogspot.com/2018/10/blog-post_21.html.

تعلیمی نصاب اور منہج: اندلس میں تعلیمی نظام اپنی تنوع اور جامعیت کے لیے مشہور تھا، جہاں مذہبی علوم کے ساتھ عقلی و دنیاوی علوم کی تعلیم کو بھی اہمیت دی جاتی تھی۔ یہ تعلیمی نظام اس دور کے معاشرتی و ثقافتی تقاضوں کے مطابق ڈیزائن کیا گیا تھا، جس میں علمی مواد کی تنوع اور معیار پر خصوصی توجہ دی جاتی تھی۔

تعلیمی نصاب کی ترتیب: اندلس میں تعلیمی مواد کی ترتیب اور انتخاب میں ایک خاص معیار برقرار رکھا گیا تھا۔ اس دور میں اہم علمی کتب کو نصاب کا حصہ بنایا گیا، جو کہ مختلف علوم میں طلبا کی بنیادی و فعال فہم کو یقینی بناتی تھیں۔

فلسفہ اور منطق: ابن رشد کی فلسفیانہ تصنیفات، جیسے کہ "تھافت الطھافت" اور "فصل المقال"، نے فلسفہ اور منطق کے مضامین میں طلبا کی دانشوری کو بڑھانے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ ان کتب نے یونانی فلسفہ کی عمیق فہم کو عربی میں پیش کیا، جس سے طلبا کو افلاطون وارسطو کے نظریات سے بھی واقفیت حاصل ہوئی۔

ریاضیات و فلکیات: الخوارزمی کی ریاضیاتی کتب، جیسے کہ (الجبر والمقابلہ)[38]، نے ریاضیاتی علوم میں انقلاب برپا کیا۔ اس کتاب میں جبر کے بنیادی اصولوں کو سمجھایا گیا تھا، جس نے بعد میں یورپی ریاضی میں بھی اہم مقام حاصل کیا۔ اسی طرح، فلکیات کے مطالعے میں بطلیموس کے ((المجسطی)) کا عربی ترجمہ طلبا کے لیے اہم رہا۔[39]

طبّی علوم: ابن سینا کی (القانون فی الطب)[40] اندلسی مدارس میں طبّی علوم کے مطالعہ کی اہم کتاب تھی۔ اس کتاب نے طب کے مختلف شعبوں، جیسے کہ تشخیص، علاج، اور دواسازی کے علوم کو جامع انداز میں پیش کیا، جو کہ طلبا کو جدید طبّی تحقیقات کے لیے ایک مضبوط بنیاد فراہم کرتی تھی۔

تعلیمی منہج کی جامعیت: اندلس میں تعلیمی منہج کی جامعیت نے طلبا کو مذہبی علوم کے ساتھ ساتھ دنیاوی و عقلی علوم کی مکمل تعلیم دینے میں مدد کی۔ یہ نصاب طلبا کو نہ صرف علمی بلکہ عملی زندگی میں بھی کامیاب بنانے کے لیے ڈیزائن کیا گیا تھا، جس سے اندلسی معاشرہ علمی، ثقافتی، اور تکنیکی ترقی کے نئے معیارات قائم کر سکا۔

علمی تبادلے اور تعامل: اندلس کے علمی مراکز نے مختلف مذاہب کے علما کے درمیان تعامل و تبادلہ علوم کو فروغ دیا، جو اس دور کی علمی و ثقافتی روایات کی ایک ممتاز خصوصیت تھی۔ اندلس کی علمی فضا میں، نصرانی، یہودی، اور مسلم علما نے نہ صرف اپنے اپنے مذہبی اور فلسفیانہ افکار کا تبادلہ کیا، بلکہ انہوں نے ایک دوسرے کے علوم و فنون سے بھی فائدہ اٹھایا۔ یہ علمی تعامل اندلس کو ایک مرکزی علمی حب بناتا تھا، جہاں سے یورپ بھر میں علمی تجدید کے بیج بوئے گئے۔

علمی مباحثات اور مناقشات: اندلس میں علمی مباحثات کا ایک خاص انداز تھا، جہاں مختلف مذہبی پس منظر رکھنے والے علما ایک دوسرے کے نظریات کو سننے، سمجھنے، اور ان پر تنقید کرنے کے لئے جمع ہوتے تھے۔ ایسے مباحثات میں، مثلاً، مسلمان علما نے نصرانی اور یہودی فلسفیوں کے افکار کو چیلنج کیا، وہیں نصرانی اور یہودی علما نے بھی اسلامی فلسفے پر اپنے خیالات پیش کیے۔

علمی ورثے کا تبادلہ: اندلس میں علمی ورثے کا تبادلہ بھی بڑے پیمانے پر ہوتا تھا، جہاں یونانی، رومن، فارسی، اور اسلامی علوم کی کتب کا ترجمہ و تفسیر کی جاتی تھی۔ اس ترجمہ کے عمل میں نصرانی علما نے کلیدی کردار ادا کیا، جنھوں نے عربی سے لاطینی میں اور اس کے برعکس ترجمہ کیا، جس سے علمی دائرے کو وسعت ملی۔

---

[38] محمد بن موسی الخوارزمی، کتاب الجبر والمقابلة، مطبعة بول باربیہ، 1937م۔

Muhammad bin Musa al-Khwarizmi, Kitab al-Jabr wal-Muqabala, Matba'at Paul Barbier, 1937.

[39] Pedersen, Olaf. 1987. "Essay Review: The ALMAGEST in Translation:." Journal for the History of Astronomy 18 (1): 59-63. Accessed 4 22, 2024. https://journals.sagepub.com/doi/abs/10.1177/002182868701800105.

[40] ابن سینا، القانون فی الطب، دار احیاء التراث العربی۔بیروت

Ibn Sina, Al-Qanun fi al-Tibb, Dar Ihya' al-Turath al-Arabi - Beirut.

ثقافتی تعامل کی اہمیت: اندلسی معاشرہ ثقافتی تعامل کے لیے مشہور تھا، جہاں مختلف ثقافتی اثرات مل کر ایک جدید و متنوع ثقافتی ماحول تشکیل دیتے تھے۔ یہ ثقافتی تعامل نے نہ صرف علمی ترقی میں مدد دی بلکہ ایک ایسے سماج کی تشکیل کی جہاں رواداری و تفہیم کو فروغ ملا۔

اس عہد میں پڑھائی جانیوالی کچھ اہم کتب جدول میں پیش کی جارہی ہیں:

کتاب کا نام	مصنف	موضوع	تعلیمی اہمیت اور تدریسی طریقہ کار
القانون فی الطب	ابن سینا	طب	اس کتاب کو طبّی علوم کی کلاسوں میں بطور اصلی نصابی کتاب استعمال کیا جاتا تھا۔ طلبہ کو بیماریوں کی تشخیص، علاج، اور دوائیوں کے استعمال کے معیاری طریقے سکھائے جاتے تھے۔ یہ کتاب طب کے طلبہ کے لیے نہایت اہم تھی اور علاج معالجہ کی تعلیم میں بنیادی حیثیت رکھتی تھی۔
کتاب الجبر والمقابلة	الخوارزمی	ریاضیات	الخوارزمی کی یہ کتاب ریاضیات کے اساسی اصولوں کو سمجھانے کے لیے استعمال کی جاتی تھی، خصوصاً جبر کی تعلیم دیتے وقت۔ یہ کتاب طلبا کو سوالات حل کرنے کے لیے منطق اور نظامی رویہ اپنانے کی ترغیب دیتی تھی۔
تفسیر الطبری	ابن جریر الطبری	تفسیر قرآن	تفسیر الطبری کو قرآنی علوم کی کلاسوں میں تفصیلی تفسیر کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ یہ تفسیر قرآنی آیات کی وسیع و عمیق تشریحات فراہم کرتی تھی، جس سے طلبا کو قرآنی علوم میں گہری فہم حاصل ہوتی تھی۔
الموطأ	مالک بن انس	حدیث و فقہ	الموطأ کو فقہی دارسوں میں بطور اصلی متن استعمال کیا جاتا تھا۔ اس کتاب میں فقہ مالکی کے اصول بیان کیے گئے تھے، جو طلبا کو فقہی مسائل کی فہم اور ان کے حل کے لئے رہنمائی کرتی تھی۔
کتاب الحیوان	الجاحظ	حیوانات	کتاب الحیوان کو طبیعیات اور حیوانات کے مطالعہ کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ اس کتاب سے طلبا کو حیوانات کی مختلف انواع واقسام، ان کے رویے اور ماحولیاتی تاثیرات کی فہم میں مدد ملتی تھی۔
المغنی	ابن قدامہ	فقہ حنبلی	المغنی فقہ حنبلی کے طلبا کے لیے ایک جامع مرجع کی حیثیت رکھتی تھی۔ اس میں فقہی احکام کی مفصل بحث کی گئی تھی، جو طلبا کو قانونی و دینی مسائل کے فہم میں معاون تھی۔

عہد بنوامیہ اندلسی کے مشہور علماء وماہرین فنون:

عہد بنوامیہ اندلسی نے اسلامی دنیا کے ساتھ ساتھ یورپی تہذیب و ثقافت پر بھی گہرے اثرات چھوڑے۔ اس دور کے اندلس میں متعدد مشہور علماء وماہرین فنون نے اپنے کاموں سے نہ صرف اسلامی علوم کی ترقی میں حصہ ڈالا بلکہ علمی و ثقافتی تبادلے کو بھی فروغ دیا۔ یہاں چند اہم و مشہور علماء وماہرین فنون کا تعارف پیش کیا جارہا ہے:

ابن رشد (Averroes): ابن رشد، جو Averroes کے نام سے مغرب میں معروف ہیں، ایک ممتاز فلسفی، مفسر، قاضی، اور طبیب تھے۔ انہوں نے ارسطو کی تعلیمات کو عربی میں ترجمہ کرنے کے ساتھ ساتھ ان پر تبصرے بھی کیے، جس نے یورپی فلسفہ میں نئی جہات متعارف کرائیں۔ ابن رشد کی فلسفیانہ روایت نے مغربی دنیا میں رینیسانس کے دور کے فلاسفرز کو متاثر کیا۔[41]

[41] Frank, Daniel H. 1990. "Averroes and His Philosophy (review)." *Journal of the History of Philosophy* 28 (3): 444-445. Accessed 4 22, 2024. https://muse.jhu.edu/article/226383/pdf.

ابن زہر(Avenzoar): ابن زہر ایک مشہور طبیب تھے جنہوں نے طبّی علوم میں بہت سی نئی تحقیقات کیں۔ انہوں نے (التیسیر فی المداواۃ والتدبیر) (The Book of Simplification concerning Therapeutics and Diet) لکھی جو کہ مغربی دنیا میں بھی اہمیت اختیار کر گئی۔ ان کی تحقیقات نے مغربی دنیا میں طبّی ترقی میں اہم کردار ادا کیا۔[42]

ابن باجہ(Avempace): ابن باجہ ایک ماہر فلسفی، عالم فلکیات، اور موسیقار تھے۔ ان کا کام، خاص طور پر فلسفہ میں، نے فکری دنیا میں نئی بصیرتیں فراہم کیں۔ ان کی فلسفیانہ تصانیف نے نہ صرف اسلامی دنیا بلکہ مغربی دنیا میں بھی فلاسفہ کو متاثر کیا۔[43]

الزہراوی(Abulcasis): الزہراوی، جو Abulcasis کے نام سے مغرب میں مشہور ہیں، ایک نمایاں جراح تھے جنہوں نے جراحی کے آلات اور تکنیکوں میں انقلابی تبدیلیاں متعارف کرائیں۔ ان کی کتاب (التصریف لمن عجز عن التألیف) ایک جامع طبّی دستاویز تھی جو بعد میں یورپی طبّی تعلیم میں بنیادی حوالہ کے طور پر استعمال ہوئی۔[44]

عہد بنوامیہ اندلس میں غیر مسلموں کا نظام تعلیم میں کردار:

ترجمہ کے میدان میں غیر مسلم علما کا کردار: عہد بنوامیہ اندلس کے دوران، ترجمہ کی سرگرمیاں ایک اہم علمی جہت رکھتی تھیں، جس میں غیر مسلم مترجمین نے نمایاں کردار ادا کیا۔ قرطبہ اور طلیطلہ کے مراکز میں یونانی، لاطینی، اور عبرانی زبانوں سے عربی میں علمی کتب کا ترجمہ کیا جاتا تھا، جس نے علمی دنیا کو وسیع اور متنوع بنایا۔

نامور غیر مسلم مترجمین اور ان کے کام:

یوحنا بن ماسویہ: یوحنا بن ماسویہ نے طبّی علوم میں خاص طور پر نمایاں کردار ادا کیا۔ انہوں نے یونانی سے عربی میں کئی طبّی متون کا ترجمہ کیا، جن میں گالن کی تصانیف شامل تھیں۔ ان کے ترجمے نے اسلامی دنیا میں طبّی علوم کی بنیاد مضبوط کی۔[45]

حنین بن اسحاق: حنین بن اسحاق کو ترجمہ کی دنیا کا سب سے ممتاز شخصیت سمجھا جاتا ہے۔ انہوں نے ارسطو، ہپوکریٹس، اور دیگر یونانی فلاسفروں اور طبیبوں کی تصانیف کو عربی میں منتقل کیا۔ ان کا ترجمہ شدہ کام، خاص طور پر ارسطو کی (کتاب النفس) نے مسلمان فلاسفہ و علما پر گہرا اثر چھوڑا۔[46]

ثابت بن قرہ: ثابت بن قرہ نے ریاضیات اور فلکیات کے میدان میں اہم ترجمہ کام انجام دیا۔ انہوں نے بطلمیوس کی (المجسطی) اور ارشمیدس کی ریاضیاتی کتب کو عربی میں ترجمہ کیا، جس نے علم ریاضیات و فلکیات میں انقلابی تبدیلیاں متعارف کرائیں۔[47]

---

[42] McVaugh, M., Bos, G., & Shatzmiller, J. (2019). *The Regimen sanitatis of "Avenzoar": Stages in the Production of a Medieval Translation*. Retrieved 4 22, 2024, from https://brill.com/view/title/54532?language=en

[43] Al-Masumi, M. (1962). Avempace - The Great Philosopher Of Andalus. Islamic culture, 142(1), 87-101. Retrieved 4 22, 2024, from https://noormags.ir/view/fa/articlepage/downloadpdf/693819?useraccept=false

[44] Abū Al-Qāsim Khalaf Ibn ʻAbbās Al-Zahrāwī, Died 1013? Author. The Method of Medicine. Lucknow: Al-Matbaa Publishing, 1908. . https://www.loc.gov/item/2021666199/.

[45] عسکری, حمید. n.d. "حنین بن اسحاق." Roznama Dunya (blog). Accessed April 22, 2024. https://dunya.com.pk/index.php/special-feature/2019-01-26/22867.

[46] Osman, G. (2012). "The sheikh of the translators": The translation methodology of Hunayn ibn Ishaq. Retrieved 4 22, 2024, from https://jbe-platform.com/content/journals/10.1075/tis.7.2.04osm

[47] Grupe, D. (2012). The 'Thābit-Version' of Ptolemy's Almagest in MS Dresden Db.87. Suhayl. International Journal for the History of the Exact and Natural Sciences in Islamic

تدریسی عمل میں غیر مسلم علما کا کردار: عہد بنوامیہ اندلسی کے دور میں، غیر مسلم علما کی شراکت داری نے اندلس کو علمی وثقافتی رواداری کا ایک مرکز بنا دیا تھا۔ یہ علما مختلف مذاہب کے پیروکار تھے، جن میں نصرانی، یہودی، اور دیگر اقلیتی گروہ شامل تھے۔ انہوں نے فلسفہ، منطق، طب، وطبیعیات جیسے مضامین میں نہ صرف مہارت حاصل کی تھی بلکہ انہوں نے ان مضامین کو اندلسی مدارس میں پڑھانے کا بھی بیڑا اٹھایا۔

قسطنطین الأفریقي: قسطنطین الأفریقي، جو ایک نصرانی عالم تھے، نے طب کے میدان میں انقلابی کام کیا۔ انہوں نے بڑی تعداد میں یونانی طبّی متون کو لاطینی میں ترجمہ کیا، جس نے مغربی دنیا میں طبّی علوم کی تعلیم کو نئی جہت دی۔ ان کے ترجمے اور تدریسی کام نے اندلس میں طبّی تعلیم کے معیار کو بلند کیا۔

موسی بن میمون (میمونیڈس) : موسی بن میمون، جو ایک یہودی فلسفی، عالم، اور طبیب تھے، نے فلسفہ، منطق، اور طب میں بہت سی کتابیں لکھیں۔ ان کا سب سے معروف کام (Guide of the Perplexed) ہے، جس میں انہوں نے یہودی شریعت کی تعبیرات کو فلسفیانہ پہلوؤں سے بیان کیا۔ ان کی تدریس نے اندلسی طلبا میں فلسفیانہ وطبّی موضوعات کی گہری فہم مہیا کی۔[48]

یوحنا البطریق: یوحنا البطریق، جو ایک نصرانی مترجم وعالم تھے، نے عربی میں یونانی فلسفیانہ اور طبّی کتب کا ترجمہ کیا۔ انہوں نے بھی قرطبہ میں تدریس کی، جہاں ان کی تعلیمات نے طلبا کو یونانی علمی وراثت سے روشناس کرایا۔[49]

جرجیس بن بختیشوع: جرجیس بن بختیشوع، جو ایک معروف نصرانی طبیب تھے، نے طبّی علوم کے میدان میں کئی نوآوریاں کیں۔ انہوں نے بھی اندلس میں طب پڑھایا اور اپنے علمی کام کے ذریعے طبّی تعلیم میں جدیدیت کا عنصر شامل کیا۔[50]

علمی تبادلہ وتعاون: عہد بنوامیہ اندلسی کا دور علمی وثقافتی تعامل کے لحاظ سے انتہائی زرخیز رہا ہے۔ اس دور میں غیر مسلم علما نے مسلمان علما کے ساتھ مل کر علمی ورکشاپس، سیمینارز، اور مکالمات کا ایک جال بچھایا جو نہ صرف مقامی بلکہ عالمی سطح پر بھی اپنی گہرائیوں کے لیے مشہور ہوا۔

علمی ورکشاپس اور سیمینارز کا کردار : اندلس کے علمی مراکز میں منعقدہ ورکشاپس اور سیمینارز نے غیر مسلم اور مسلمان علما کے درمیان علمی وفکری خیالات کے تبادلے کو ممکن بنایا۔ ان فورمز میں مختلف موضوعات پر گہرائی سے بحث ومباحثہ ہوتی تھی، جس میں فلسفہ، طب، ریاضیات، فلکیات، اور دیگر بہت سے علمی شعبے شامل تھے۔ ایسی بحثیں نہ صرف علمی افکار کے تبادلے کے لیے زمین فراہم کرتی تھیں بلکہ مختلف ثقافتی پس منظر کے علما کے درمیان فہم وہم آہنگی کو بھی مضبوط بناتی تھیں۔[51]

مشہور علمی شخصیات کی شراکت : مثال کے طور پر، موسی بن میمون (میمونیڈس)، جو کہ یہودی فلسفی وطبیب تھے، نے ان فورمز میں اپنی فلسفیانہ اور طبّی دانش کو شریک کیا۔ ان کے علاوہ، قسطنطین الأفریقي جیسے نصرانی علما نے بھی ان ورکشاپس میں شرکت کی اور طبّی علوم پر اپنے علم کو پھیلایا۔

Civilisation, 11, 147-153. Retrieved 4 22, 2024, from http://raco.cat/index.php/suhayl/article/view/267223

[48] Botwinick, Aryeh. 2008. "Maimonides' Confrontation with Mysticism (review)." Philosophy East and West 58 (3): 415-420. Accessed 4 22, 2024. https://muse.jhu.edu/article/241604.

[49] Wikipedia contributors. n.d. "يحيى بن البطريق." Wikipedia, The Free Encyclopedia. https://ar.wikipedia.org/w/index.php?title=%D9%8A%D8%AD%D9%8A%D9%89_%D8%A8%D9%86_%D8%A7%D9%84%D8%A8%D8%B7%D8%B1%D9%8A%D9%82&oldid=66496752.

[50] ابن أبي أصيبعة، عيون الانباء في طبقات الأطباء، دار مكتبة الحياة - بيروت، ص 183.

Ibn Abi Usaybi'ah, 'Uyun al-Anba' fi Tabaqat al-Atibba', Dar Maktabat al-Hayat - Beirut, Pg 183

[51] انمول شیراز۔ "مسیحی مشنری کا تعلیمی اداروں میں بنیادی کردار"۔ دی پاکستان اردو۔ 14 جون 2020۔ www.thepakistanurdu.com۔

Anmol Shiraz. "Masihi Missionary Ka Taleemi Adaron Mein Bunyadi Kirdar." The Pakistan Urdu. June 14, 2020. www.thepakistanurdu.com.

ثقافتی و علمی رواداری کا فروغ : یہ علمی تبادلے نہ صرف علمی میدان میں اضافے کا سبب بنے بلکہ انہوں نے اندلسی معاشرے میں ثقافتی و مذہبی رواداری کو بھی بڑھاوا دیا۔ مختلف مذاہب کے پیروکاروں کے درمیان علمی و فکری مکالمات نے ایک ایسے تعلقاتی ڈھانچے کو تشکیل دیا جو نہ صرف برداشت پر مبنی تھا بلکہ ایک دوسرے کی علمی و ثقافتی روایات کا احترام کرتا تھا۔[52]

خلاصۃ البحث

ثقافتی و علمی تبادلے کی اہمیت : غیر مسلم علمانے علمی ترجمہ کے میدان میں بڑا کردار ادا کیا، جس نے اسلامی دنیا کو یونانی، فارسی، اور ہندی ثقافتوں کے علمی ورثے تک وسیع رسائی فراہم کی۔ان ترجمات نے مسلمانوں کو دیگر تہذیبوں کی علمی ترقیات سے استفادہ کرنے میں مدد دی، جو کہ ثقافتی تنوع وامتزاج کا باعث بنے۔

غیر مسلم علما کی تعلیمی اداروں میں شمولیت : دمشق اور بغداد جیسے شہروں میں غیر مسلم علمانے نہ صرف علمی ترجمہ کے کاموں میں حصہ لیا بلکہ مدارس اور یونیورسٹیوں میں تدریسی عمل میں بھی فعال کردار ادا کیا۔ان کی موجودگی نے اسلامی تعلیمی ڈھانچے کو مزید وسیع و جامع بنایا اور علمی افق کو وسعت دی۔

معلوماتی تبادلے کے طریقہ کار : غیر مسلم علما کی جانب سے ترجمہ شدہ متون اور علمی کام کا معیار اکثر مسلم علما کے کاموں کی تکمیل کرتا تھا۔اس عمل نے علمی بحثوں میں گہرائی اور تنوع کو فروغ دیا اور مسلمان طلبا کے لئے علمی دائرہ کار کو وسعت دی۔

علمی مراکز کی ترقی میں غیر مسلموں کا کردار : عہد بنوامیہ واندلسی دور میں قائم کی گئی لائبریریاں اور علمی مراکز غیر مسلم علما کی مدد سے بہترین علمی وسائل سے مالا مال ہوئے۔ان مراکز نے نہ صرف مسلمان بلکہ عالمی طلبا کو بھی مختلف علوم میں گہرائی اور تفہیم فراہم کی۔

علمی اور ثقافتی ہم آہنگی : علمی تبادلہ اور تعاون کے ذریعے، غیر مسلم اور مسلم علما کے درمیان ہم آہنگی کو فروغ ملا۔ یہ تعاون مختلف مذاہب کے درمیان علمی و ثقافتی رواداری کی بنیاد بنا، جس سے معاشرتی تعلقات میں استحکام اور بہتری آئی۔

مذکورہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عہد بنوامیہ واندلسی دور میں غیر مسلموں کا فعال کردار نہ صرف تعلیمی بلکہ ثقافتی و ساجی سطح پر بھی تبدیلیوں کا محرک تھا بلکہ ان کی شراکت داری نے مسلم علمی تہذیب کو نئے علمی افق تک پہنچانے میں کلیدی کردار ادا کیا اور علمی ترقی کے نئے دروازے کھولے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)

[52] ابن خلدون، العبر ودیوان المبتدا والخبر فی تاریخ العرب والعجم والبربر، دار الفکر، بیروت، 2001ء، ج2، ص444

Ibn Khaldun, Al-'Ibar wa Diwan Al-Mubtada wa Al-Khabar fi Tarikh Al-Arab wa Al-'Ajam wa Al-Barbar, Dar Al-Fikr, Beirut, 2001, Vol. 2, p. 444